ZOUQ-E-NOOR
ISSN: 3007-4614 (P), 3006-6069 (E)
ZOUQ-NOOR JOURNAL OF RELIGIOUS AND SOCIAL STUDIES

تہذیبوں کا تصادم: اسلامی تعلیمات کی روشنی میں ایک تنقیدی جائزہ

CLASH OF CIVILIZATIONS: A CRITICAL REVIEW IN THE LIGHT OF ISLAMIC TEACHINGS

1. ***Habib Ur Rehman Yazdani***
Tasmia785@gmail.com
M.Phil Scholar, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science & Technology (MUST), (AJ&K) Pakistan.

2. ***Dr. Abdul Rashid Qadri***
drirrc2010@gmail.com
Associate Professor, Departmentof Arabic and Islamic Studies,The University of Lahore, Punjab.

3. ***Dr.Muhammad Rizwan***
rizwan@aust.edu.pk
Associate Professor, Department of Pakistan Studies Abbottabad University of Science & Technology, KPK.

Vol. 01, Issue, 01, July-Dec 2024, PP:25-36
OPEN ACCES at: www.zouqenoor.com

Article History	Received	Accepted	Published
	18-10-24	03-11-24	15-11-24

Abstract

Civilizations have a profound impact on human history and contemporary global affairs. They shape the cultural, economic, political, and technological landscape of the world, influencing social norms, values, and institutions. Civilizations contribute to the development of human knowledge and understanding, foster cultural exchange and diversity, and provide individuals with a sense of identity and belonging. However, civilizations also face challenges, including conflicts, environmental degradation, and social inequality, which require collective efforts to address and overcome. Many historians have discussed the elements, details and factors of civilization. After the end of "Cold war" debate started among the intellectuals as well as policy makers in USA

CC BY

about the future shape of world politics. While participating in this debate, Samuel Philips Huntington wrote his renowned article "The Clash of Civilization?" in foreign Affairs in 1993. In this article, Huntington gave an interpretation about the future shape of world politics in the post-cold war era. He took difference in Civilization as one of the important source of conflicts in the world. In this article, Huntington's theory "The Clash of Civilization?" has been critically analyzed in the context of contemporary international political system and Role of West in it. Huntington attempted to explain emerging structure of international politics and western Role in it, while taking civilization as unit of analysis. However Huntington is futuristic in his approach.

Key Words: *Samuel Philips, civilization, Cold war, political, USA, Global affairs.*

موضوع کا تعارف:

پوری تاریخ میں، انسان نے عالمی واقعات اور ممالک کے مابین تعلقات کو سمجھنے کی کوشش کی ہے تاکہ خارجہ پالیسی کو تیار کرنے کے ساتھ ساتھ آئندہ کے تعامل کی پیش گوئی بھی کی جاسکے۔ جیسے ہی کمیونزم کے زوال کے نتیجے میں سوویت یونین کا خاتمہ ہوا تو سرد جنگ کے فاتح اہل مغرب کے ذہنوں میں یہ سوال پیدا ہونا شروع ہوا کہ اب دنیا کے معاملات کس اصول پر چلیں گے؟ اقوام عالم کی نئی صف بندی کن اساس پر کی جائے گی؟ نیا عالمی نظام کن بنیادوں پر استوار ہوگا؟ ان سوالات کے نتیجے میں بہت سے جوابات سامنے آئے، مگر جس نقطہ نظر نے دنیا بھر کے اہل علم ودانش کی توجہ حاصل کی وہ سیموئیل پی ہنٹنگٹن کے مضمون "تہذیبوں کا تصادم؟" "The Clash of Civilization?" میں پیش کیا گیا۔ یہ مضمون 1993ء میں سوالیہ نشان کے ساتھ جرنل آف فارن افیئر نامی جریدے میں شائع ہوا۔ بعد میں مصنف نے اسی عنوان سے ایک کتاب میں اپنے نقطہ نظر کو تفصیلی دلائل کے ساتھ موید کرکے پیش کیا۔

سیموئل ہنٹنگٹن کے خیال میں سرد جنگ کے خاتمہ سے قبل تک انسانی معاشرہ کیپٹیلسٹ (Capitalist) یعنی سرمایہ درانہ اور کمیونسٹ (Communist) یعنی اشتراکی نظریاتی جنگ میں مبتلا تھا۔ مگر 1991ء میں سویت یونین کی ٹوٹ پھوٹ کے بعد انسانوں کی باہمی کشمکش نظریاتی، اقتصادی اور سیاسی ہونے کے بجائے تہذیبی فرق کی وجہ سے ایک ممکنہ تصادم میں تبدیل ہو جائے گی، یعنی وہ جنگیں جو کبھی جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت کی خاطر ہوا کرتی تھیں، اب تہذیبی پھیلاو کی خاطر ہوا کریں گیں۔ اس مکالمہ میں سیموئل ہنٹنگٹن کے مضمون "تہذیبوں کا تصادم؟" کا ایک تنقیدی جائزہ پیش کیا گیا ہے۔ مصنف اور مضمون کا تعارف اور علمی کام کا جائزہ پیش کرنے کے بعد مضمون کے تمام حصوں کو الگ الگ نقد کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مصنف کا تعارف:

سیموئیل فلپس ہنٹنگٹن (18 اپریل، 1927-24 دسمبر 2008) ایک امریکی سیاسی سائنسدان، مشیر اور تعلیمی

ماہر تھا۔ انھوں نے ہارورڈ یونیورسٹی (Harvard University) میں نصف صدی سے بھی زیادہ وقت گزارا، جہاں وہ ہارورڈ کے بین الاقوامی امور کے ڈائریکٹر تھے۔ ہنٹنگٹن 18 اپریل 1927ء کو نیویارک سٹی میں پیدا ہوئے، 18 سال کی عمر میں Yale یونیورسٹی سے گریجویٹ ہوئے، شیکاگو Chicago یونیورسٹی سے ماسٹر کی ڈگری اور ہارورڈ یونیورسٹی سے پی ایچ ڈی (Ph.D) مکمل کی، جہاں 23 سال کی عمر میں پڑھانا شروع کردیا۔ ہنٹنگٹن اپنے 1993ء کے مضمون "تہذیبوں کا تصادم؟" کے لئے مشہور ہے۔ اسکی سب سے پہلی کتاب "The soldier and the state: the theory and politics of Civil – Military Relations" (1957) ہے۔ اسکے علاوہ مصنف کی چند ایک مشہور تصانیف مندرجہ ذیل ہیں۔

1. The common Defense: Strategic Programs in National politics (1961).
2. American Politics: The Promise of Disharmony (1981)
3. The Clash of Civilizations and the Remarking of World Order (1996)

"تہذیبوں کا تصادم؟" 1993ء میں جرنل آف فارن افیئرز نامی جریدے میں شائع ہونیوالا ایک مقالہ ہے۔ اس مضمون میں مصنف نے یہ نظریہ پیش کیا ہے کہ سرد جنگ کے بعد کی دنیا میں لوگوں کی ثقافتی اور مذہبی شناخت ہی تنازعات کا بنیادی ذریعہ ہوگی۔ آئندا کی جنگیں ممالک کے مابین نہیں بلکہ ثقافتوں کے مابین لڑی جائیں گی۔ اس مقالہ میں مصنف نے دنیا کو آٹھ بڑی تہذیبوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان تہذیبوں کے درمیان تصادم کی وجہ بیان کرتے ہوئے مغرب کا باقی تہذیبوں کے ساتھ مقابلہ پیش کیا ہے۔ آخر میں کنفیوشس اور اسلامی تہذیب کا تعلق اور مغرب کیلئے مضمرات پیش کیے ہیں۔

تہذیبوں کا تصادم نظریے پر رد عمل:

ہنٹنگٹن کے اس نظریے کے جواب میں دانشور طبقے نے عالمی سیاست کو سمجھنے کیلئے تیزی سے رد و عمل ظاہر کیا۔ اس بارے میں مذہبی اسکالروں کی طرف سے بھی رد عمل سامنے آیا ہے کیونکہ اس نظریہ کا بیشتر حصہ دنیا کی عالمی سیاست میں مذہب کو تنازعات کے عامل کے طور پر ثابت کرنے کی کوشش ہے۔ فواد عجمی اس نظریے پر تنقید کرتے ہوئے کہتے ہیں: -"ان دھڑوں / گروہوں کے قائدین، تاریخی اور ثقافتی وضاحتوں کا حوالہ دے کر اپنی جارحیت اور ظالم و بربریت کا جواز پیش کرنے کی کوشش کر رہے تھے جو تنگ نظری کی اصلیت کو چھپائے ہوئے ہے"[1]

اس نظریے کو سوالیہ نشان کے ساتھ پیش کرنے کا مطلب بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ نظریہ درست ہے یا نہیں۔ ہنٹنگٹن نے خود اپنے مضمون "If Not Civilization, What?" میں کہا ہے کہ "اگر تہذیبیں نہیں تو اسکا متبادل کیا ہے؟"[2]

آئندا سطور میں "تہذیبوں کا تصادم؟" نظریے کا تفصیلی اور تنقیدی جائزہ پیش کرنے کے ساتھ ساتھ مستقبل میں مسلمانوں کیلئے لائحہ عمل پر بھی غور کیا گیا ہے۔

تہذیبوں کے تصادم کا نظریہ:

تہذیبوں کا تصادم بین الاقوامی تعلقات کے مطالعے میں ایک متنازع نظریہ ہے۔ ہنٹنگٹن نے سرد جنگ کے خاتمے کے

بعد 1993ء میں معروف جریدے "فارن افیئرز" میں ایک مقالہ لکھا۔ جس میں یہ تصور وضاحت سے بیان کیا کہ جدید دنیا میں بین الاقوامی جنگوں کی بنیاد تہذیبی اختلافات پر ہوگی۔ اس نظریے کی وضاحت میں پیش کیے گئے تمام حصوں کا تنقیدی جائزہ تفصیل کے ساتھ آئندہ سطور میں بیان کیا گیا ہے۔

تنازعات کا مستقبل(The Next Pattern of Conflict):

تنازعات کا مستقبل پیش کرتے ہوئے ہنٹنگٹن کہتا ہے۔ "یہ میرا قیاس ہے کہ اس نئی دنیا میں تنازعات کا بنیادی ماخذ نظریاتی یا معاشی نہیں ہوگا۔ بنی نوع انسان میں پھوٹ اور تنازعہ کا سب سے بڑا ذریعہ تہذیب ہوگی۔ جدید دنیا میں تنازعات کے فروغ کے لیے تہذیبوں کے مابین تنازعہ، آخری مرحلہ ہوگا۔ [3]

جبکہ 21ویں صدی کے تنازعات، جیسا کہ عراق، شام اور افغانستان میں ہونیوالی جنگیں یا ایران پر امریکی پابندیوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ جنگیں صرف مسلم ممالک پر ہی مسلط کی جارہی ہیں۔ یہ جنگیں تہذیبوں کے مابین تنازعہ کم اور مغربی ممالک کا اپنے مفادات کے حصول کیلئے طاقت کا استعمال زیادہ معلوم ہوتی ہیں۔ مغرب جدید دور کی ان جنگوں کو اسلام اور عیسایت کے مابین ماضی میں ہونے والی مذہبی صلیبی جنگوں کی جگہ تہذیبی رنگ میں تبدیل کر کے پیش کرنا چاہتا ہے۔ جو ممالک، خواہ ان کا تعلق کسی بھی تہذیب سے ہو، مغرب کے تابع ہیں وہ ان کا حدف نہیں ہیں۔ ہنٹنگٹن نے اپنے نظریے کے اسی حصے میں خود پیش گوئی کی ہے:- "تہذیب کی سیاست میں، عوام اور غیر مغربی تہذیب کی حکومتیں اب مغربی استعمار کے حدف کی حیثیت سے تاریخ کے نقش نہیں بنیں گی بلکہ مغرب میں محرک کی حیثیت سے شامل ہو جائیں گی [4]

ہنٹنگٹن کی یہ سوچ بھی اسی بات کی عکاسی کرتی ہے کہ جو غیر مغربی ممالک مغرب کے ساتھ شامل ہو جائیں وہ اب مغرب کا حدف نہیں ہونگے، بشرطیکہ وہ مغرب میں محرک کی حثیت سے شامل ہوں۔ مغرب کو اصل خطرہ مسلمانوں سے ہے، کیونکہ مسلمان مغرب کی بے حیا تہذیب کو قبول نہیں کرتا بلکہ اس کو چیلنج کرتا ہے۔ مسلمان ہمیشہ اس دنیا میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا نظام نافذ کرنے کے لیے لڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب (یہود و نصاریٰ) آغازِ اسلام سے ہی مسلمانوں کے اصل دشمن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہود و نصاریٰ کی مسلمانوں سے اس دشمنی کی وجہ قرآن مجید میں واضح بیان کی ہے:۔

"قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ هَلْ تَنْقِمُوْنَ مِنَّآ اِلَّآ اَنْ اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَيْنَا وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلُ وَاَنَّ اَكْثَرَكُمْ فٰسِقُوْنَ"

"آپ کہہ دیجیے اے یہودیوں اور نصرانیوں! تم ہم سے صرف اس وجہ سے دشمنیاں کر رہے ہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر اور جو کچھ ہماری جانب نازل کیا گیا ہے اور جو کچھ اس سے پہلے اتارا گیا ہے اس پر ایمان لائے ہیں اور اس لیے بھی کہ تم میں اکثر فاسق ہیں"۔ [5]

مسلمان نہ کسی تہذیب کو فتح کرتا ہے اور نہ ہی اسکو ختم کرتا ہے بلکہ اس پر اسلام کا رنگ چڑھا دیتا ہے، تو وہ اسلامی تہذیب بن جاتی ہے۔ یہی ڈر اور خوف مغرب کے دلوں میں ہے کہ مسلمان ہی انکی اس بے حیا تہذیب کو ختم کر سکتا ہے۔ بد قسمتی سے اس وقت کسی مسلم ممالک میں بھی اسلامی نظام صحیح معنوں میں نافذ نہیں ہے جو وہ دوسرے ممالک میں قائم کرنے کی کوشش کریں۔ مسلمانوں کی اصل تباہی کی وجہ بھی یہی ہے کہ وہ اسلام سے دور ہو گیا ہے اور اہل مغرب مسلمانوں کی اس دوری کا بھرپور فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ اگر مسلم ممالک میں اسلامی نظام کا قیام نہ ہوا تو مغرب کے ہاتھوں رہی سہی اسلامی تہذیب بھی ختم ہو

جائے گی۔ لہٰذا مسلم ممالک کو اسلامی ممالک بنا کر اسلامی تہذیب کا تحفظ کرنا عصرِ حاضر کی اشد ضرورت ہے۔

تہذیبوں کی فطرت:

اپنے مضمون کے اس حصہ میں ہنٹنگٹن نے تہذیبوں کی فطرت کو ثقافتی وجود کی حثیت سے بیان کرتے ہوئے تہذیب کی تعریف کچھ اس طرح پیش کی ہے :- "تہذیب لوگوں کی ثقافتی گروہ بندی اور وسیع سطح پر لوگوں کی ثقافتی شناخت ہے جو انسان کو دوسرے نوع سے ممتاز رکھتی ہے۔ اسکی تعریف دونوں یعنی ظاہری عناصر جیسا کہ زبان، تاریخ، مذہب، رسم ورواج اداروں اور لوگوں کی ذاتی خود شناسی کے ذریعے سے کی جاسکتی ہے "(6)

ہنٹنگٹن نے ثقافتی گروہ بندی کو تہذیب کہاہے اور مذہب کو اسکے عناصر میں شامل کیا ہے۔ جبکہ تہذیب کا زیادہ تعلق مذہب اور عقائد سے ہے۔ جیسا کہ ایک امریکی مسلمان کی ثقافت اسلامی ہوگی نہ کہ مغربی زبان، تاریخ اور اداروں کے حساب سے وہ مغربی جبکہ رسم ورواج اور رہنے سہنے کے طریقہ کار کے لحاظ سے اسلامی ہوگا۔ ایک مسلمان دنیا کے کسی بھی خطے میں زندگی بسر کرہاہو اسکی تہذیب اسلامی ہی ہوگی۔ لہٰذا تہذیب سے مراد وہ عقائد و نظریات ہیں جنکے تحت انسان اپنی زندگی بسر کرتا ہے، وہ اقدار ہیں جن سے انسان کی پہچان ہوتی ہے اور وہ رسم ورواج ہیں جنکی وجہ سے انسان دیگر مخلوقات سے مختلف نظر آتے ہیں۔ چنانچہ عقائد و نظریات، اقدار اور رسم ورواج کا تعلق مذہب کے ساتھ ہے کسی بھی تہذیب میں سب سے نمایاں پہلو مذہب ہے۔

ہنٹنگٹن تہذیبوں کے ابھرنے اور گرنے کے بارے میں بات کرتے ہوئے کہتاہے :- "تہذیبیں متحرک ہوتی ہیں : وہ ابھرتی ہیں اور گرتی ہیں وہ تقسیم اور ضم ہوتی ہیں اور تاریخ کا طالب علم جانتاہے کہ تہذیبیں ختم ہو جاتی ہیں اور وقت کی ریت میں دفن ہو جاتی ہیں "(7)

ہنٹنگٹن اس ڈر اور خوف سے شاید مغرب کو آگاہ کرنا چاہتا تھا جو کہ کچھ صدیوں پرانی تہذیب ہے، کیونکہ مغرب بین الاقوامی تعلقات میں طاقت کا استعمال کرنا چاہتاہے۔ مگر ہنٹنگٹن کی یہ بات بالکل درست ہے کہ تہذیبیں ابھرتی و گرتی ہیں اور ختم بھی ہو جاتی ہیں، جیسا کہ ماضی کی بہت سی تہذیبیں اس وقت دنیا کے نقشے سے ہی غائب ہیں۔ اس دنیا میں ہر چیز ختم ہونیوالی ہے، ماسوائے اس دنیا کے اکیلے اور واحد خالق ومالک اللہ تعالی کی ذات کے۔ قرآن مجید میں خود اللہ تعالی ارشاد فرماتاہے :-

"كُلُّ مَن ◌ عَلَي ◌ هَا فَانٍ۔ وَيَبْ ◌ قَى وَج ◌ هُ رَبِّكَ ذُو ◌ ال ◌ جَلٰلِ وَال ◌ اِك ◌ رَامِ"

"جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے۔ اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی "(8)

تہذیبوں کا تصادم کیوں ہوگا؟:

ہنٹنگٹن نے دنیا کو سات یا آٹھ بڑی تہذیبوں میں تقسیم کرکے انکی شناخت کو سب سے اہم قرار دیا ہے :- "تہذیب کی شناخت مستقبل میں اہمیت کا حامل ہوگی اور سات یا آٹھ بڑی تہذیبوں کے مابین ہونے والے تعامل سے دنیا بڑے پیمانے پر تشکیل پائے گی۔ ان میں مغربی، کنفیوشس، جاپانی، اسلامی، ہندو، آرتھوڈوکس، لاطینی امریکی اور شاید افریقی تہذیبیں شامل ہیں "(9)

جبکہ اسی عنوان سے 1996 میں شائع ہونے والی کتاب میں ہنٹنگٹن نے جو تہذیبوں کی شناخت سے دنیا کا نقشہ پیش

کیا ہے، اس میں ان آٹھ کے علاوہ نویں تہذیب "بدھسٹ" بھی شامل کی ہے۔ (10)

ہنٹنگٹن کی اس تہزیبی تقسیم پر غور کریں تو محسوس ہوتا ہے کہ یہ ثقافتی سے زیادہ مزہبی تقسیم ہے۔ چناچہ مزہب ہی کسی تہذیب میں نمایاں پہلو ہے، جبکہ مغرب نے مزہب کو اپنی موجودہ تہزیب سے نکال دیا ہے اور اب پوری دنیا کو اپنی طرف راغب کر رہا ہے۔ مغربی تہذیب کو موجودہ مغربی تہذیب بھی کہا جا سکتا ہے اور اس کے تین پہلو، ریاستی نظام سے مذہب کو نکالنا، سود پر مبنی معاشی نظام اور خاندانی ںظام کی تباہی نمایاں ہیں۔ پہلے دو کے اعتبار سے تمام دوسری تہذیبیں مغربی تہذیب میں ضم ہو چکی ہیں جبکہ تیسرے پہلو سے بھی اسلامی تہذیب کے علاوہ باقی تمام تہذیبیں متاثر ہو چکی ہیں اور اسلامی تہذیب متاثر ہو رہی ہے۔ ہنٹنگٹن نے دنیا کو آٹھ بڑی تہزیبوں میں تقسیم تو کیا ہے مگر بیان صرف اسلامی اور مغربی تہزیبوں کو کیا ہے، کیونکہ دیگر تمام تہزیبیں مغرب میں ضم ہو چکی ہیں جبکہ اسلامی تہزیب ابھی تک اپنا وجود برقرار رکھے ہوئے ہے۔ دیگر تہزیبوں کا مغرب میں ضم ہونے سے ''موجودہ مغربی تہزیب'' کا تصور ملتا ہے۔ چنانچہ عصرِ حاضر میں دنیا کی دو بڑی تہذیبیں، اسلامی تہذیب اور موجودہ مغربی تہذیب نظر آتی ہیں۔ مستقبل میں سب سے بڑا تنازعہ بھی انہی دو تہذیبوں کے مابین ہوگا۔

ہنٹنگٹن نے جو تہذیبوں کی شناخت کا نقشہ پیش کیا ہے اس میں کشمیر کو ہندو تہذیب کے ساتھ ملایا ہے۔ کشمیر نہ تو بھارت کا حصہ ہے نہ ہی اس میں ہندو آبادی کی اکثریت ہے بلکہ اس میں مسلم اکثریت آبادی ہے، چناچہ کشمیر کو اسلامی تہذیب کا حصہ ہونا چاہیئے۔ یہ بات بھی قابلِ فکر ہے کہ کیوں کشمیر کو اسلامی تہذیب میں شامل نہیں کیا گیا؟۔

ہنٹنگٹن کے خیال میں تہذیبوں کے مابین تصادم کی مندرجہ ذیل چھ وجوہات ہیں: (11)

1 - تہذیبوں کے مابین زبان، تاریخ، ثقافت، رسم ورواج اور مذہبی اختلافات۔

2- عالمگیریت۔ دنیا چھوٹی ہو رہی ہے اور مختلف تہذیبوں کے لوگوں کے مابین تعامل بڑھ رہا ہے۔

3- مذہبی بنیاد پرست تحریکیں جو ریاست کو کمزور کرتی ہیں۔

4- مغربی تہذیب کی طاقت کے خلاف غیر مغربی تہذیبوں کا دنیا کو غیر مغربی بنانے کے لیے اقدامات۔

5- ثقافتی ہم آہنگی اور اختلافات۔ تہذیبوں کے مابین تصادم میں "آپ کون ہو؟" کا سوال ہوگا۔

6- اقتصادی خود مختاری کا بڑھنا اور تہذیب یا مذہب کی بنیاد پر اقتصادی تعاون کی تنظیمیں بننا۔

ہنٹنگٹن نے تہذیبوں کے مابین تصادم کو دو سطحوں میں تقسیم کیا ہے:۔ (12)

1- چھوٹی سطح:

تہذیبوں کے مابین سرحدی گروہوں کا دوسرے لوگوں اور علاقوں پر قبضہ کے لئے شدت سے کوشش کرنا۔

2- بڑی سطح:

مختلف تہذیبوں کی ریاستوں کا فوجی اور معاشی طاقت کے اضافی حصول کے لیے بین الاقوامی اداروں اور تیسرے فریق کے کنڑول پر جدوجہد کرنا اور خاص طور پر اپنی مخصوص سیاسی اور مذہبی اقدار کو فروغ دینا ہے۔

ہنٹنگٹن کے خیال میں تہذیبوں کے مابین تصادم کی جو وجوہات ہیں وہ اسلام اور موجودہ مغرب کے مابین ہونیوالے تنازعات کی عکاسی کرتی ہیں۔ جو انسانی و مذہبی اقدار، مغرب نے پامال کی ہیں انکی بحالی کیلئے اسلامی تہذیب کا دوسری تہذیبوں سے

تصادم ممکن ہے۔ مذہبی آزاد خیالی، سودی کاروباری نظام اور خاندانی نظام کی تباہی و بے حیائی کے خلاف اسلامی تہذیب کی طرف سے چھوٹی و بڑی سطحوں پر آواز اٹھ سکتی ہے۔ کیونکہ مسلمان اللہ کی راہ میں، زمین پر اللہ کا دین قائم کرنے کے لئے لڑتا ہے اور شیطان اور اسکے ساتھیوں کی چالوں کے خلاف لڑتا ہے، جو اللہ کی زمین پر اپنا راج قائم کرتے ہیں۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:۔

"اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ وَالَّذِیْنَ کَفَرُوْا یُقَاتِلُوْنَ فِیْ سَبِیْلِ الطَّاغُوْتِ فَقَاتِلُوْٓا اَوْلِیَآءَ الشَّیْطٰنِ اِنَّ کَیْدَ الشَّیْطٰنِ کَانَ ضَعِیْفًا"

"جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جن لوگوں نے کفر کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا اوروں کی راہ میں لڑتے ہیں۔ پس تم شیطان کے دوستوں سے جنگ کرو، یقین مانو شیطانی حیلہ سخت کمزور ہے"۔(13)

تہذیبوں کے مابین اختلافات:

ہنٹنگٹن کا ماننا ہے کہ سرد جنگ کے بعد سیاسی اور نظریاتی اختلافات تہذیبی اختلافات میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ اس نے ان اختلافات کے پیدا ہونے کو مندرجہ ذیل چند ایک وجوہات کی بنا پر بیان کیا ہے۔(14)

(۱) مغرب کا خلیج فارسی ممالک پر تیل کے حصول کے لئے انحصار کرنا۔ جسکی وجہ سے تیل کے ذخائر رکھنے والے مسلم ممالک کا امیر ہونا اور اسلحہ خریدنا۔

(۲) عرب ممالک میں مغربی جمہوریت کو فروغ دینے سے مغرب مخالف گروہوں کا طاقتور ہونا۔

(۳) عرب ممالک میں آبادی کا اضافہ اور مغرب کی طرف ہجرت، مغربی ممالک کا مسلمانوں کے ساتھ نفرت انگیز رویہ رکھنا۔

(۴) تہذیبوں کے مابین تعاملات میں شدت پسند رویہ، خصوصاً اسلامی ممالک کی سرحدوں پر شدت زیادہ ہے۔ اسلام کی خونی سرحدیں ہیں۔

ہنٹنگٹن نے تہذیبوں کے مابین اختلاف بیان کرتے ہوئے اسلامی تہذیب اور مغرب کے تعامل کا ذکر کیا ہے۔ اسلامی ممالک کی سرحدوں کو خونی سرحدیں کے طور پر پیش کیا ہے، جسکی وجہ سے دنیا میں اسلامی دہشت گردی جیسی اصطلاح استعمال ہونے لگی ہے۔ مغربی تہذیب کی غیر مذہبی اور غیر مہذب پالیسیوں کو چیلنج کرنا، مغرب کی نظر میں شدت پسندی، انتہا پسندی اور دہشت گردی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مغرب کے ذہن میں اسلام کا خوف اور دہشت ہے۔ اسی خوف اور دہشت کی وجہ سے مغرب نے اسلامی سرحدوں کو خونی کہا ہے، کیونکہ انہی سرحدوں کی طرف سے ان کو خطرہ ہے۔

تہذیبی ریلی۔

یکساں تہذیبی ممالک کا اشتراک:

ہنٹنگٹن کا خیال ہے کہ "ایک تہذیب کے گروہ یا ریاستیں جب دوسرے تہذیب کے لوگوں کے ساتھ جنگ میں شامل ہوتے ہیں تو وہ فطری طور پر اپنی تہذیب کے لوگوں کی حمایت اور مدد حاصل کرتے ہیں۔(15)

یہاں بھی ہنٹنگٹن نے مغرب میں پیدا ہونے والے خوف کا ذکر کیا ہے کہ مسلم ممالک واضح طور پر یا اخلاقی طور پر جنگ میں ایک دوسرے کی حمایت کرتے ہیں۔اس خوف کا ذکر کرتے ہوئے ہنٹنگٹن نے مسلم ریاستوں کے گٹھ جوڑ کو مثالیں دے کر واضح کیا ہے۔ مگر بد قسمتی سے مسلمانوں کی فرقہ واریت کی وجہ سے مسلم امہ میں اتحاد کا فقدان ہے، اس

اتحاد کو زندہ کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ جیسا کہ ارشادِ ربانی ہے:۔

"وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا"

"اور سب مل کر خدا کی (ہدایت کی رسی) کو مضبوط پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا"(16)

مغرب بمقابلہ دیگر(The West Versus the Rest):

ہنٹنگٹن، مغرب کا دوسری تہذیبوں سے مقابلہ پیش کرتے ہوئے کہتا ہے:۔ "مغرب اب دیگر تہذیبوں کے مقابلے میں طاقت کے غیر معمولی عروج پر ہے۔ اس کا سپر پاور مخالف نقشہ سے غائب ہو گیا ہے۔ مغربی ریاستوں کے مابین فوجی تنازعہ نا قابل تصور ہے اور مغربی فوجی طاقت بے مثال ہے"(17) ہینٹنگٹن نے اس طاقت کے حصول کیلئے تہذیبوں کے مابین تنازعہ کو مستقبل کی جنگ قرار دیا ہے۔ مغرب کی اس طاقت کے استعمال کی چند ایک مثالیں جیسا کہ اقوام متحدہ سلامتی کونسل(United Nation Security Council) اور بین الاقوامی مالیاتی فنڈ(IMF) پیش کی ہیں جو مغرب نے دیگر پر مسلط کی ہوئی ہیں. مغرب کی اس طاقت کا غیر معمولی استعمال دیگر کو جواب دینے پر اکساتا ہے۔ جو کہ مندرجہ صورتوں میں ہو سکتا ہے۔(18)

(۱) برما اور نارتھ کوریا کی طرح اپنے آپ کو مغرب سے الگ یا جدا کر لینا۔

(۲) مغرب کے ساتھ شامل ہو کر اسکو تسلیم کر لینا۔ "Band-Wagoning"

(۳) ماڈرن بنیں مگر مغربی نہیں۔ اپنے اقدار اور اداروں کا تحفظ کرتے ہوئے اقتصادی اور فوجی طاقت میں مغرب کے ساتھ برابری کرنا۔

مذکورہ بالا صورتوں میں پہلی صورت سب سے خطرناک ہے، مگر مغرب کی غلامی کرنے سے کہیں بہتر ہے۔ دوسری صورت اسلامی تہذیب کے علاوہ دیگر سب تہذیبوں نے اختیار کر لی ہے جبکہ تیسری صورت تمام مسلم ممالک اختیار کر چکے ہیں۔ اگر مسلم ممالک کا موجودہ حال رہا تو اسلامی تہذیب بھی دیگر کی طرح مغرب میں ضم ہو جائے گی۔ چنانچہ مسلم ممالک کو اسلامی اقدار کے تحفظ کیلئے اپنے آپ کو مغرب سے الگ کرنا ہوگا۔ ان سے دوستی کرنے سے منع فرماتے ہوئے اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے:

"يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُوْدَ وَالنَّصٰرٰٓى اَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۭ وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظّٰلِمِيْنَ"

"اے ایمان والو! یہود اور نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ ایک دوسرے کے دوست ہیں اور جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا بیشک خدا ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا"(19)

تباہ حال ممالک(The Torn Countries):

ہینٹنگٹن "The Torn Countries" کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے کہتا ہے:۔ "کچھ ممالک میں کافی حد تک ثقافتی یکجہتی ہے لیکن ان میں تقسیم ہے کہ آیا ان کا معاشرہ کس تہذیب سے تعلق رکھتا ہے. یہ تباہ حال ممالک ہیں، ان کے رہنما عام طور پر "Band Wagoning" حکمت عملی اپناتے ہوئے اپنے ممالک کو مغرب کا ممبر بنانا چاہتے ہیں. لیکن ان کے ممالک کی تاریخ، ثقافت اور روایات غیر مغربی ہیں. ترکی اس کی ایک مثال ہے:(20)

مزید ہینٹگٹن نے ان ممالک کو مغرب کے ساتھ شامل ہونے یعنی مکمل مغربی بننے کے طریقے بھی بتائے ہیں. ''اپنی

تہذیبی شناخت کو نئے سرے سے متعارف کروانے کیلئے، ایک تباہ حال ملک کو تین تقاضے پورے کرنا ہونگے۔[21]

(۱) اس کی سیاسی اور معاشی اشرافیہ کو اس اقدام کے بارے میں عمومی طور پر حامی اور پرجوش ہونا پڑے گا۔

(۲) اس کی عوام کو از سر نو تصریح میں راضی ہونا پڑے گا۔

(۳) اس تبدیلی کو وصول کرنے والی تہزیب میں غالب گروہوں کو تبادلہ قبول کرنے پر راضی ہونا پڑے گا۔

ہنٹنگٹن کے خیال میں جو ممالک، مغرب کے ساتھ شامل نہیں ہیں لیکن وہ شامل ہونا چاہتے ہیں، وہ تباہ حال ممالک ہیں۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ موجودہ صورتحال میں تقریبا تمام مسلم ممالک تباہ حال ممالک کی فہرست میں شامل ہو چکے ہیں۔ آج مسلم ممالک کا آئین تو اسلامی ہے جبکہ ان کا تعلیمی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی نظام مغرب کے زیرِ سایہ ہے، جو کہ اصل تباہی ہے۔ مسلم ممالک کو اسلامی ممالک میں تبدیل کرنے سے ہی اس دنیاوی اور یقینا اخروی تباہی سے بچا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَنْ تَرْضٰى عَنْكَ الْيَهُوْدُ وَلَا النَّصٰرٰى حَتّٰى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ ؕ قُلْ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الْهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیْرٍ"

"اور تم سے نہ تو یہودی کبھی خوش ہوں گے اور نہ عیسائی، یہاں تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی اختیار کرلو۔ (ان سے) کہہ دو کہ خدا کی ہدایت (یعنی دین اسلام) ہی ہدایت ہے۔ اور (اے پیغمبر) اگر تم اپنے پاس علم (یعنی وحی خدا) کے آجانے پر بھی ان کی خواہشوں پر چلو گے تو تم کو (عذاب) خدا سے (بچانے والا) نہ کوئی دوست ہوگا اور نہ کوئی مددگار۔"[22]

کنفیوشس اسلامی تعلق:

ہنٹنگٹن کا خیال ہے کہ چائینہ، نارتھ کوریا اور اسلامی ممالک اپنی فوجی طاقت بڑھا رہے ہیں۔ اس کو ڈر اور خوف بھی ہے کہ یہ ممالک اپنی فوجی قوت، اسلحہ اور ایٹمی ہتھیاروں میں اضافہ مغرب کا مقابلہ کرنے کیلئے کر رہے ہیں: -"اس طرح ایک کنفیوشس اسلامی عسکری رابطہ قائم ہوا ہے۔ جو اسکے ممبرز کے ذریعے ہتھیاروں کے حصول کو فروغ دینے کیلئے ڈیزائین کیا گیا ہے۔ جو مغرب کی عسکری طاقت کا مقابلہ کرنے کیلئے درکار ہے"[23]

مغرب کا یہ ڈر اور خوف اس بات کی عکاسی کرتا ہے کہ مغرب کا انحصار ہتھیاروں اور ٹیکنالوجی پر ہے اور شاید اسی لئے دیگر کو ہتھیاروں کے حصول سے منع کرتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر کوئی ملک اس کی بات نہ مانے تو اس پر طرح طرح کی پابندیاں لگاتا ہے۔ ایران اور نارتھ کوریا اسکی ایک مثال ہیں۔ چونکہ مغرب اپنی اس طاقت کے استعمال سے پوری دنیا کو غلام بنا کر اپنی مرضی کے مطابق رکھنا چاہتا ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ دیگر ممالک کی ترقی و خوشحالی اور دفاعی طاقت اسے پسند نہیں ہے۔

مغرب کیلئے مضمرات:

ہنٹنگٹن نے مستقبل کے تنازعات کو تہذیبی اختلافات پر مبنی قرار دیتے ہوئے پیش گوئی کی ہے کہ " فوری مستقبل کے تنازعات کی مرکزی توجہ کا مرکز مغرب اور اسلامی کنفیوشس ریاستوں کے مابین ہوگا" (24) اس ڈر اور خوف کے پیش نظر ہینٹگٹن نے مغرب کیلئے مندرجہ ذیل چند ایک قلیل اور طویل مدتی مضمرات پیش کی ہیں۔[25]

(۱) اپنی تہذیب کے اندر ممالک کے مابین زیادہ سے زیادہ تعاون اور اتحاد کو فروغ دینا۔

(۲) جن ممالک کی ثقافتیں مغرب کے قریب ہیں ان کو مغرب میں شامل کریں۔

(۳) روس اور جاپان کے ساتھ باہمی تعلق کو فروغ دینا اور اسے برقرار رکھیں۔

(۴) کنفیوشس اور اسلامی ریاستوں کی فوجی طاقت میں توسیع کو محدود کریں

(۵) مغربی فوجی صلاحیتوں میں کمی کو معتدل کریں اور مشرقی اور جنوب مغربی ایشیاء میں فوجی برتری برقرار رکھیں۔

(۶) کنفیوشس اور اسلامی ریاستوں کے مابین اختلافات اور تنازعات کو ہوا دیں اور ان کا فائدہ اٹھائیں۔

(۷) مغربی اقدار اور مفادات سے ہمدردی رکھنے والی دیگر تہذیبوں کے گروہوں کی حمایت کریں۔

(۸) ان بین الاقوامی اداروں کو تقویت دیں جو مغربی مفادات اور اقدار کو منتخب اور جائز بنائیں اور ان اداروں میں غیر مغربی ریاستوں کی شمولیت کو فروغ دیں۔

(۹) ان غیر مغربی جدید تہذیبوں کو ایڈجسٹ کریں جن کی طاقت مغرب سے ملتی ہے لیکن اقدار اور مفادات مغرب سے مختلف ہیں۔

(۱۰) مستقبل میں کوئی آفاقی تہذیب نہیں ہوگی، بلکہ مختلف تہذیبوں کی دنیا ہوگی، جن میں ہر ایک کو دوسروں کے ساتھ مل کر رہنا سیکھنا ہوگا۔

ہنٹنگٹن کی مغرب کے لئے مضمرات کو دیکھ کر محسوس ہوتا ہے کہ یہ کسی ایک فرد (ہنٹنگٹن) کا کام نہیں بلکہ بہت سے غیر اسلامی ذہنوں کی سوچ ہے۔ اگر ان مضمرات پر غور کریں تو مغرب کو دیگر سب کے ساتھ تعاون کو فروغ دینے اور برقرار رکھنے کی تجویز دی گئی ہے۔ جبکہ اسلامی کنفیوشس کی فوجی طاقت کو محدود کرنے اور اسلامی ممالک میں فوجی برتری برقرار رکھنے کی تلقین کی گئی ہے۔ کنفیوشس کی بھی سب سے بڑی غلطی اسلامی ممالک کے ساتھ تعلق رکھنا ہے۔ بین الاقوامی اداروں کو تقویت دینے اور ان میں غیر مغربی ریاستوں کی شمولیت کو فروغ دینا مغربی تہذیب کو فروغ دینے کے مترادف ہے۔ کیونکہ سب بین الاقوامی ادارے مغرب کے اپنے بنائے ہوئے ہیں، اور وہ اپنی مرضی اور منشاء کے مطابق دنیا کو کنٹرول کرنے کے لئے استعمال کرتا ہے۔ مختصراً یہ کہ ہنٹنگٹن کے خیال میں مغربی تہذیب ایک آفاقی اور لافانی تہذیب ہے اور اسکو خطرہ صرف اسلامی تہذیب سے ہے۔ چنانچہ وہ مغرب کو اپنی تہذیب کے تحفظ اور فروغ کے لئے مضمرات پیش کر رہا ہے۔

نتائج بحث:

ہنٹنگٹن کے پیش کردہ "تہذیبوں کا تصادم؟" نظریہ کا تنقیدی جائزہ لینے سے مندرجہ ذیل چند اہم نتائج سامنے آتے ہیں:

(۱) یہ نظریہ علمی کام کے بجائے دنیا کی سیاسی صورتحال کا سروے محسوس ہوتا ہے اور اس سروے کی بنیاد پہ پیدا ہونے والی سوچ کو نظریہ میں تبدیل کر دیا گیا۔

(۲) "اسلام" اور "موجودہ مغرب" کے مابین ہونے والے تنازعات کو "تہذیبوں کے مابین تصادم" سے تشبیہ دے کر دیگر تہذیبوں میں اسلام کے خلاف نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

(۳) یہ نظریہ "موجودہ مغرب" کے ذہن میں اسلام کا خوف بیان کرتے ہوئے مغرب کو اپنے تحفظ اور فروغ کے لئے مضمرات پیش کرنے کی ایک کوشش ہے۔

(۴) اس نظریے کے ذریعے مغربی تہذیب جس میں غیر اخلاقی اور غیر مذہبی اقدار اور مفادات شامل ہیں، کا فروغ مقصود تھا، تاکہ مزاحمت کی صورت میں اس نظریے کو تقویت مل سکے۔ 9/11 واقعہ کے بعد یہی ہوا، اس نظریے کو نہ صرف تقویت ملی بلکہ مغرب کو کھل کر کھیلنے کا موقع بھی مل گیا۔

(۵) یہ نظریہ، اسلام اور عیسائیت کے مابین مذہب کے نام پہ ہونی والی صلیبی جنگوں کو ایک نیا نام دینے کے لیے پیش کیا گیا ہے۔ مغرب نے پہلے تہذیب میں سے مذہب کو نکالا اور پھر مذہبی جنگوں کو تہذیبی جنگوں کا نام دینے کی کوشش کی ہے۔۔

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

حوالہ جات (References)

(1) Foud Ajami, ”The Summoning“, Foreign Affairs 72, 1993,P:2-3

(2) Huntington, ”If Not Civilizations,What?“, Foreign Affairs 72, 1993, P:7

(3) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993, P: 22

(4)Ahmed, Syed Ghazanfar, and Muhammad Imran Raza Tahavi. "Syeda Sadia Ghaznavi On The Holy Prophet As A Psychologist And Educationist." *Journal of Positive School Psychology http://journalppw. com* 6, no. 8 (2022): 7762-7773.

(5)القرآن، المائدہ 59:5

(6) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P: 23-24

(7)Adil, Muhammad, and Dr Sardar Muhammad Saad Jaffar. "Role Of Religious Parties In Legislation In Parliament Of Pakistan (2013-18): A Critical Analysis." *Webology* 18, no. 5 (2021): 1890-1900.

(8)القرآن، الرحمٰن 55:26,27

(9) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P: 23-25

(10) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations and Remarking of New World Order“, 1996,Map:1.3

(11)Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P: 25-27

(12)ایضاً، ص:29

(13)القرآن، النساء، 4:76

(14) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P: 29-34

(15)Khan, Muhammad Bahar, Saad Jaffar, Imran Naseem, Muhammad Waseem Mukhtar, and Waqar Ahmed. "Nature Of 21 st Century's Global Conflicts Under The Global Powers' Geoeconomic Strategies And Islamic Ideology For Peace." *Journal of Positive School Psychology* 7, no. 4 (2023).

(16)القرآن، آل عمران، 3:103

(17) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P:39

(18) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P: 41

(19)القرآن، المائدہ، 5:51

(20) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P:42

(21)ایضاً

(22)القرآن، البقرۃ، 2:120

(23) Samuel P. Huntington, ”The Clash of Civilizations?“,Foreign Affairs 72, 1993. P:47

(24)ایضاً، ص:48

(25)ایضاً، ص:49

(26)القرآن، البقرۃ، 2:208